مدرس کے لیے ہدایت

باب 1: ترقی

ترقی کے بہت سے پہلو ہیں۔ اس باب کا مقصد طلبا کو ترقی کے اس تصور کو سمجھنے کا اہل بنانا ہے۔ انھیں یہ سمجھانا ہے کہ ترقی کے موضوع پر لوگوں کے مختلف نظریات ہیں اور ایسے طریقے ہیں جن کے ذریعے ہم ترقی کے لیے مشترک علامتوں پر پہنچ سکتے ہیں اس کے لیے ہمیں ان صورتِ حال کا استعمال کرنا چاہیے جن سے وہ وجدانی انداز میں اس کا جوابی عمل پیش کرسکیں۔ ہمیں تجزیہ بھی پیش کرنا چاہیے جو فطرتاً زیادہ پیچیدہ اور تفصیلی نوعیت کا ہو۔

کچھ منتخب ترقیاتی دلیلوں کا استعمال کرتے ہوئے ملکوں یا ریاستوں کا موازنہ کس طرح کیا جاسکتا ہے ایک سوال یہ بھی ہے جس کے بارے میں طلبا اس باب میں پڑھیں گے۔ معاشی ترقی کی پیائش کی جاسکتی ہے اور ترقی کی پیائش کے لیے آمدنی نہایت عام طریقہ ہے۔ تاہم آمدنی کا طریقہ اگرچہ مفید ہے لیکن متعدد خامیاں ہیں۔ لہذا ہمیں معیارِ زندگی اور ماحولیاتی تحفظ پسندی کی دلیلوں کا استعمال کرتے ہوئے ترقی پر نئے نئے طریقوں سے نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

طلبا سے یہ توقع ضرور رکھیں کہ کلاس روم میں وہ سرگرمی کے ساتھ جواب دیں گے۔ اور ایسے مذکورہ موضوع پر خیالات و رائے میں کافی تنوع اور بحث کا امکان بھی ہوسکتا ہے۔ طلبا کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنے میں دلیل دینے کا موقع دیں۔ ہر سیکشن کے آخر میں کچھ سوالات اور سرگرمیاں دی گئی ہیں ان سے دو مقاصد پورے ہوتے ہیں: بھلے وہ جن سے بحث کیے گئے خیالات کو دہرا سکیں گے دوسرے طلبا کو ان کی حقیقی زندگی سے قریب لانے کے ذریعے بحث کیے گئے مرکزی خیالات کو بہتر طور پر سمجھنے کے اہل بناسکیں گے۔

اس باب میں کچھ اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے جس کی وضاحت کی ضرورت ہوگی جیسے فی کس آمدنی، شرح خواندگی، بچوں کی شرح اموات، حاضری تناسب، امکان زندگی، مجموعی اندراج کی نسبت اور انسانی ترقی اعشاریہ۔ اگرچہ ان اصطلاحات سے متعلق ڈیٹا فراہم کیا گیا ہے تاہم ہمیں مزید وضاحت پیش کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ آپ کو قوت خرید مساوات کے تصور کی وضاحت کی بھی ضرورت ہوسکتی ہے جس کا استعمال جدول 1.6 میں فی کس آمدنی کا شمار کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ ان اصطلاحات کا استعمال مباحثے میں مددگار ہونے کے لیے کیا گیا ہے۔ یہ یاد کرنے یا رٹنے کی چیز نہیں ہے۔

معلومات کے لیے ماخذ

اس باب کا مواد حکومت ہند کی رپورٹ (Economic survey) اقدام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (Human Development Report) اور عالمی بینک (Development World Indicators) سے ان رپورٹوں کو ہر سال شائع کیا جاتا ہے اگر یہ آپ کے اسکول کی لائبریری میں دستیاب ہیں تو ان کو دیکھنا دلچسپ ہوسکتا ہے۔ اگر آپ کی اسکول لائبریری میں دستیاب نہیں ہے تو ان اداروں کی ویب سائٹ (www.undp.org.www.bugetindia.nic.in; www.worldbank.org) پر لاگ آن کرسکتے ہیں۔ ڈاٹا ریزروبینک کی ویب سائٹ www.rbi.org میں Hand book of Statistics on Indian Economy سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

© NCERT not to be republished

باب 1
ترقی

’’میرے بغیر وہ ترقی نہیں کرسکتے....
اس نظام میں میں ترقی نہیں کرسکتا!‘‘

ترقی یا بہتری کی طرف آگے بڑھنے کا تصور ہمارے ساتھ ہمیشہ رہا ہے۔ ہم کیا کرنا چاہیں گے اور کس طرح زندگی گزارنا چاہیں گے، اس کے بارے میں بھی ہماری آرزو یا خواہشات ہوتی ہیں۔ اسی طرح ملک کے لیے کیا بہتر ہونا چاہیے اس کے بارے میں بھی ہمارے پاس تصورات ہوتے ہیں۔ وہ کون سی چیزیں ہیں جو ہمارے لیے ضروری ہیں؟ کیا سبھی کے لیے زندگی بہتر ہوسکتی ہے؟ لوگوں کو ایک ساتھ کیسے رہنا چاہیے؟ کیا اور زیادہ مساوات ممکن ہے؟ ترقی کے لیے ان سوالوں کے بارے میں اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کی جانب ہم جو کام کرسکتے ہیں، ان کے طریقوں کے بارے میں سوچنے کا عمل شامل ہوتا ہے۔ یہ ایک پیچیدہ کام ہے اس باب میں ہم ترقی کو سمجھنے کی سعی کریں گے۔ بڑی کلاسوں میں ان امور کا ہم زیادہ گہرائی سے مطالعہ کریں گے۔ ان میں سے بہت سے سوالوں کے جوابات آپ نہ صرف معاشیات میں بلکہ تاریخ و سیاسیات میں بھی دریافت کرسکیں گے۔ ایسا اس لیے ہے کہ جو زندگی آج ہم گزارتے ہیں اس پر ماضی کا اثر ہوتا ہے۔ اسی طرح صرف ایک جمہوری سیاسی عمل کے ذریعے ہی حقیقی زندگی میں ان امیدوں اور امکانات کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

© NCERT not to be republished

مختلف لوگ، مختلف مقاصد۔ ترقیات سے کیا توقعات وابستہ ہیں

جدول 1.1 میں درج فہرست مختلف افراد کے لیے ترقی یا بہتری کی طرف آگے بڑھنے کا کیا مفہوم ہوسکتا ہے ان کی کیا خواہشات ہیں؟ آیئے اس بارے میں قیاس کریں۔ آپ پائیں گے کہ کچھ کالم جزوی طور پر پُر ہیں۔ جدول کو مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ افراد کے کسی اور بھی زمرے کو شامل کرسکتے ہیں۔

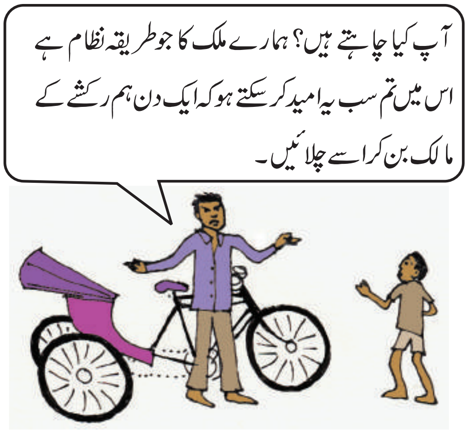

جدول 1.1 مختلف زمروں کے افراد کے ترقیاتی مقاصد

فرد کا زمرہ	ترقیاتی مقاصد/خواہشات
بے زمین دیہی مزدور	کام کے زیادہ سے زیادہ دن اور بہتر اجرتیں، مقامی اسکول کے بچوں کو معیاری تعلیم فراہم کرنے کا اہل ہے، کوئی سماجی تفریق نہیں ہے اور وہ بھی گاؤں میں قائد بن سکتے ہیں۔
وہ کسان جو فصلوں کو اگانے کے لیے صرف بارش پر انحصار کرتے ہیں	
زمین کی ملکیت رکھنے والی فیملی کی ایک دیہی خاتون	
شہر کا بے روزگار نوجوان	
شہر کے امیر خاندان کا ایک لڑکا	
شہر کے امیر خاندان کی ایک لڑکی	وہ اپنے بھائی کی طرح ہی زیادہ سے زیادہ آزادی حاصل کرتی ہے اور زندگی میں جو چاہتی ہے اس کے بارے میں فیصلہ کرسکتی ہے۔ وہ بیرون ملک اپنی تعلیم جاری رکھ سکتی ہے۔
نرمدا وادی کا ایک آدی واسی	

جدول 1.1 کو پُر کرتے ہوئے آیئے ہم اب اس کا جائزہ لیں۔ کیا ان سبھی افراد کے لیے ترقی یا آگے بڑھنے کا یکساں تصور ہے؟ غالباً نہیں۔ ان میں ہر ایک مختلف چیزوں کی جستجو کرتا ہے۔ وہ انھیں چیزوں کی جستجو کرتا ہے جو کہ اس کے لیے زیادہ اہم ہیں۔ یعنی جوان کی خواہشات یا آرزو کی تکمیل کرسکتی ہیں۔ درحقیقت، کبھی کبھی، دو افراد یا افراد کے گروپ ان چیزوں کی جستجو کرسکتے ہیں جو متضاد ہوں، ایک لڑکی اپنے بھائی کی طرح ہی زیادہ سے زیادہ آزادی اور مواقع کی امید کرتی ہے

© NCERT not to be republished

اور یہ کہ وہ اس کے گھریلو کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائے۔ اس کا بھائی ممکن ہے یہ نہ پسند کرے۔ اسی طرح زیادہ بجلی حاصل کرنے کے لیے صنعت کار زیادہ بند یا پشتوں (dams) کی خواہش کرسکتا ہے۔ لیکن اس سے زمین غرقاب ہوسکتی ہے اور اس جگہ سے ہٹائے جانے والے لوگوں جیسے قبائلیوں کی زندگیوں میں خلل پڑسکتا ہے۔ وہ اس سے ناراض ہوسکتے ہیں اور وہ چھوٹے چھوٹے پشتوں یا تالابوں کو ترجیح دے سکتے ہیں۔ جس سے کہ ان کی زمین کی آبپاشی ہوسکے۔

لہٰذا، دو باتیں بالکل صاف ہیں: پہلی مختلف افراد کے مختلف ترقیاتی مقاصد ہوسکتے ہیں اور دوسری ایک کے لیے جو ترقی ہوسکتی ہے وہ ممکن ہے دوسرے کے لیے ترقی نہ ہو۔ یہ دوسرے کے لیے تخریبی بھی ہوسکتی ہے۔

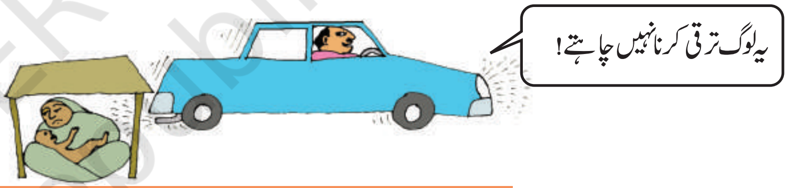

فصلوں یا ان کے ذریعے تیار کی جانے والی دیگر اشیا کی اچھی قیمت کی خواہش رکھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ زیادہ سے زیادہ آمدنی چاہتے ہیں۔ زیادہ آمدنی کے جستجو کے علاوہ کسی نہ کسی طرح لوگ مساوی برتاؤ، آزادی، تحفظ وسلامتی اور دوسروں سے عزت حاصل کرنے جیسی باتوں کی بھی جستجو کرتے ہیں۔ وہ تفریق یا امتیاز کیے جانے کو پسند نہیں کرتے۔ یہ سبھی اہم مقاصد ہیں۔ درحقیقت کچھ معاملوں میں تو یہ زیادہ آمدنی یا زیادہ صرف کی نسبت زیادہ اہم ہوسکتی ہیں کیونکہ مادی اشیا وہ سب کچھ نہیں ہے جس کی ضرورت زندگی گزارنے کے لیے آپ کو ہے۔

زر یا رقم یا مادی چیزیں جسے کوئی اس کے ساتھ خرید سکتا ہے، ایک عامل ہے جس پر ہماری زندگی منحصر ہے۔ لیکن ہماری زندگی کا معیار اوپر ذکر کی گئی غیر مادی چیزوں پر بھی منحصر ہوتا ہے۔ اگر یہ آپ کے لیے واضح نہیں ہے تو اپنی زندگی میں آنے والے اپنے دوستوں کے بارے میں سوچیے۔ آپ ان کی دوستی کی خواہش کرسکتے ہیں۔ اسی طرح بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن

آمدنی اور دیگر مقاصد

اگر آپ جدول 1.1 پر پھر نظر ڈالیں تو آپ ایک مشترک بات پر غور کریں گے: یہ کہ لوگ باقاعدہ کام، بہتر اجرتیں اور اپنی

کی پیمائش آسانی سے نہیں کی جاسکتی لیکن ہماری زندگی میں ان کی کافی اہمیت ہے۔ انھیں اکثر نظر انداز کردیا جاتا ہے۔

نربداندی پر سردار سرور باندھ کی اونچائی بڑھانے کے خلاف احتجاجی جلسہ۔

© NCERT not to be republished

بہر حال یہ نتیجہ نکالنا غلط ہوگا کہ جس کی پیمائش نہیں کی جاسکتی وہ اہم نہیں ہے۔

ایک اور مثال سمجھیں۔ اگر آپ ایک دور دراز کی جگہ پر ماحول سے عورتیں مختلف قسم کی ملازمت اختیار کرسکتی ہیں یا اپنا کوئی کاروبار چلاسکتی ہے۔ لہٰذا لوگوں کے لیے ترقیاتی مقاصد میں نہ صرف بہتر آمدنی شامل ہوتی ہے بلکہ زندگی میں دیگر اہم

آیئے حل کریں

1- مختلف افراد کے لیے ترقی کے مختلف تصورات کیوں ہیں؟ درج ذیل توضیحات میں کون سی اہم ہیں اور کیوں؟

a) کیونکہ لوگ مختلف ہیں۔

b) کیونکہ افراد کے حالاتِ زندگی مختلف ہیں۔

2- درج ذیل دو بیانات کیا ایک جیسے ہیں؟ اپنے جواب کا مناسب جواز فراہم کیجیے۔

a) لوگوں کے مختلف ترقیاتی مقاصد ہیں۔

b) لوگوں کے متضاد ترقیاتی مقاصد ہیں۔

3- کچھ مثالیں دیجیے جہاں آمدنی کے علاوہ دیگر عوامل ہماری زندگی کے اہم پہلو ہیں۔

4- درج بالا سیکشن میں سے کچھ اہم تصورات کی وضاحت اپنے الفاظ میں کیجیے۔

قومی ترقی

ملازمت حاصل کرتے ہیں تب اسے قبول کرنے سے پہلے آپ آمدنی کے علاوہ بہت سے عوامل کے بارے میں سمجھنے کی کوشش کریں گے، جیسے کہ آپ کی فیملی کے لیے سہولیات، کام کا ماحول یا تعلیم کے مواقع، دوسرے معاملے میں کسی ملازمت میں آپ کو کم تنخواہ مل سکتی ہے لیکن یہ آپ کے لیے باقاعدہ روزگار کی پیشکش ہوسکتی ہے۔ جس سے آپ کے تحفظ کے احساس میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ دوسری ملازمت میں بہر حال اونچی تنخواہ مل سکتی ہے لیکن ملازمت کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اور اس میں آپ کی فیملی کے لیے بھی وقت نہیں ہے۔ اس سے آپ کے تحفظ کے احساس اور آزادی میں کمی پیدا ہوگی۔

اسی طرح ترقی کے لیے لوگ مختلف مقاصد پر غور کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اگر عورتیں اجرتی کام میں لگی ہوئی ہیں تب گھر اور سماج میں ان کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ تاہم یہ امر بھی ہے کہ اگر عورتوں کے لیے احترام کا جذبہ ہے تو گھریلو کام میں زیادہ ساجھے داری ہوگی اور باہر عورتوں کے کام کو زیادہ قبولیت بھی ہوگی۔ ایک محفوظ اور خطرے یا خوف سے بری چیزیں بھی اس میں شامل ہوتی ہیں۔

جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ افراد مختلف مقاصد کی جستجو کرتے ہیں تب قومی ترقی کے ان کے تصور بھی مختلف ہوسکتے ہیں۔ آپس میں بحث کیجیے کہ ترقی کے لیے ہندوستان کو کیا کرنا چاہیے۔

زیادہ ممکن ہے کہ آپ پائیں گے کہ کلاس میں مختلف طلبا نے درج بالا سوالات کے جواب مختلف دیے ہوں درحقیقت آپ خود بہت سے الگ الگ جوابات سوچ سکتے ہیں اور ان میں سے کسی کے بارے میں پورے وثوق سے نہیں کہہ سکتے۔ یہ خود ذہن میں رکھنا بہت ضروری ہے کہ مختلف افراد کے ملک کی ترقی کے مختلف اور متضاد تصورات ہوسکتے ہیں۔

تاہم کیا سبھی خیالات کو مساوی طور پر اہم سمجھا جاسکتا ہے؟ یا اگر کوئی تضاد ہے تو کوئی کیسے فیصلہ کرسکتا ہے؟ سب کے لیے منصفانہ اور معقول راہ کیا ہوگی؟ ہمیں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ کیا کام کرنے کا کوئی بہتر طریقہ ہے۔ کیا یہ تصور کافی تعداد میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے گا یا کسی چھوٹے گروپ کو؟ قومی ترقی کا مطلب ہے ان سوالوں کے بارے میں سوچنا۔

© NCERT not to be republished

آیئے حل کریں

درج ذیل حالات کے بارے میں بحث کیجیے۔

1- بائیں جانب تصویر پر نظر ڈالیں۔ ایسے علاقے کے لیے ترقیاتی مقاصد کیا ہونے چاہئیں؟

2- اخبار کی یہ رپورٹ پڑھیں اور درج ذیل سوالوں کے جواب دیں۔

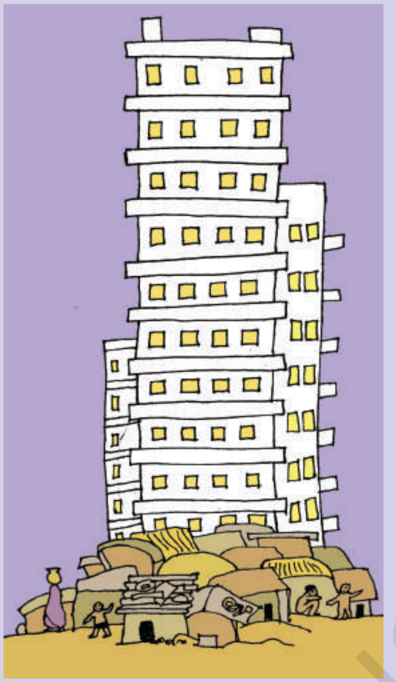

500 ٹن زہریلے سیال فضلات سے بھرے کنٹینر نے شہر اور آس پاس کے علاقے کے میدان میں کوڑے کا ڈھیر کر دیا۔ ایسا آئیوری کوسٹ میں ابدجان (Abidjan) نام کے شہر میں واقع ہوا۔ انتہائی زہریلے فضلے سے نکلنے والے بخارات سے متلی، جلد میں نمودار چکتے، چکر، اسہال وغیرہ جیسی بیماریاں پیدا ہوئیں۔ ایک مہینے کے بعد سات لوگوں کی موت واقع ہوگئی، بیس اسپتال میں پہنچ گئے اور چھبیس ہزار لوگوں کو زہرخورانی کی علامتوں کا علاج کیا گیا۔

ایک کثیر قومی کمپنی جس کا پٹرولیم اور دھاتوں کا کام تھا، اس نے آیوری کوسٹ کی مقامی کمپنی سے معاہدہ کیا کہ وہ اس کے جہاز سے زہریلے فضلے کو ٹھکانے لگا دیا کرے۔

(i) وہ کون لوگ ہیں جنھیں فائدہ ہوا اور کن کو نہیں ہوا؟

(ii) اس ملک کے لیے ترقیاتی مقاصد کیا ہونے چاہئیں؟

3- تمہارے گاؤں، قصبہ یا آبادی کے لیے کون سے ترقیاتی مقاصد ہو سکتے ہیں؟

© NCERT not to be republished

سرگرمی 1

گویا تصور جو ترقی کی تشکیل کرتے ہیں مختلف اور متضاد ہو سکتے ہیں۔ تب ظاہر ہے ترقی کرنے کے طریقوں کے بارے میں یقیناً اختلافات ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کسی ایسے تنازعہ کے بارے میں جانتے ہے تب مختلف لوگوں کے ذریعے دیے جانے والے دلائل دریافت کرنے کی کوشش کیجیے۔ آپ مختلف لوگوں سے بات چیت کر کے یا اخباروں اور ٹیلی ویژن سے اسے دریافت کر سکتے ہیں۔

مختلف ملکوں یا ریاستوں کا موازنہ کیسے کریں؟

آپ پوچھیں گے اگر ترقی کا مطلب مختلف چیزیں ہوسکتی ہیں تو کس بنیاد پر کچھ ممالک کو عام طور پر ترقی یافتہ اور دوسروں کو کم ترقی یافتہ کہا جاتا ہے؟ اس پر ہم بات کریں، اس سے پہلے ہم دوسرے سوال پر غور کریں۔

جب ہم مختلف چیزوں کا موازنہ کرتے ہیں تو ان میں یکسانیت یا مماثلت کے ساتھ اختلافات بھی ہوسکتے ہیں۔ وہ کون سے پہلو ہیں جن کا استعمال ہم موازنہ کے لیے کرتے ہیں؟ خود کلاس میں طلبا پر ایک نظر ڈالیں۔ ہم مختلف طلبا کا موازنہ کیسے کریں؟ قد، صحت، ذہانت اور دلچسپیوں کے لحاظ سے ان میں فرق ہے۔ بہت زیادہ صحت مند طالب علم ممکن ہے پڑھائی میں زیادہ دلچسپی رکھنے والا نہ ہو۔ لہٰذا ہم کس طرح طلبا کا موازنہ کرسکتے ہیں؟ اس کے لیے ہم جانچ پرکھ کر معیار کا استعمال کرسکتے ہیں جو کہ موازنے کے مقصد پر منحصر ہے ہم اسپورٹس ٹیم، بحث ومباحثے کی ٹیم، موسیقی ٹیم، پکنک کے انتظام کے لیے، ٹیم کے انتخاب کے لیے مختلف کسوٹی کا استعمال کرتے ہیں۔ پھر بھی کسی مقصد کے لیے ہمیں کلاس میں بچوں کی ہمہ گیر پیش رفت یا ترقی کی کسوٹی کا انتخاب کرنا ہوگا۔ ہم اس پر عمل کیسے کریں گے؟

عام طور پر ہم افراد کی ایک یا زیادہ اہم خصوصیات لیتے ہیں اور ان خصوصیات کی بنیاد پر موازنہ کرتے ہیں۔ وہ اہم خصوصیات جیسے دوستانہ روش، تعاون کا جذبہ، تخلیقیت یا حاصل کیے گئے نمبرات، جو موازنے کے لیے بنیاد کی تشکیل کرسکتی ہیں ان میں یقیناً اختلاف ہوسکتا ہے۔

ترقی کے سلسلے میں بھی یہ بات صحیح ہے۔ ملکوں کے موازنے کے لیے ان کی آمدنی کو ایک نہایت اہم وصف یا خصوصیت سمجھا جاتا ہے۔ ممالک جن کی آمدنی بہت زیادہ ہوتی ہے وہ کم آمدنی والے دیگر ملکوں کی نسبت زیادہ ترقی یافتہ ہوتے ہیں۔ یہ اس فہم کی بنیاد پر ہے کہ زیادہ آمدنی کا مطلب ہے انسانی ضرورت کی زیادہ تر چیزوں کا مہیا ہونا۔ جو کچھ بھی لوگ چاہتے ہوں ان کے پاس ہونی چاہیے۔ اگر انھیں زیادہ آمدنی حاصل ہوتی ہے تو وہ اسے حاصل کرنے کے اہل ہوں گے۔ لہٰذا خود آمدنی کے زیادہ ہونے کو ایک اہم مقصد سمجھا جاتا ہے۔

اب ملک کی آمدنی کیا ہے؟ فوری سمجھ میں آنے والی بات یہی ہے کہ ملک کے رہنے والے سبھی لوگوں کی آمدنی سے اس ملک کی کل آمدنی کا ہمیں پتہ چلتا ہے۔

تاہم ملکوں کے درمیان موازنے کے لیے کل آمدنی ایسی کوئی مفید پیائش نہیں ہے، کیونکہ ملکوں کی مختلف آبادیاں ہوتی ہیں لہٰذا کل آمدنی کے موازنے سے ہمیں یہ نہیں پتہ چلے گا کہ ایک فرد اوسطاً کیا کماتا ہوگا۔ کیا کسی ملک کے لوگ دیگر ملک میں رہنے والے لوگوں کے مقابلے بہتر مالی حیثیت میں ہیں۔ لہٰذا ہم اوسط آمدنی کا موازنہ کرتے ہیں جو کہ ملک کی کل آمدنی کو اس کی کل آبادی سے تقسیم کرنے کے ذریعے نکلتی ہے۔ اوسط آمدنی کو فی کس آمدنی (Per Capita Income) کہا جاتا ہے۔

عالمی بنک (world bank) کے ذریعے پیش کردہ عالمی ترقیاتی رپورٹ 2012 میں ملکوں کی درجہ بندی میں اس کسوٹی کا استعمال کیا گیا ہے 2010 میں وہ ممالک جن کی فی کس سالانہ آمدنی 12276 امریکی ڈالر اور اس سے زیادہ تھی انھیں امیر ممالک کہا جاتا ہے اور وہ جن کی فی کس سالانہ آمدنی 1005 امریکی ڈالر یا اس سے کم تھی اسے کم آمدنی والے ممالک کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کا شمار اوسط کم آمدنی والے ملکوں کے زمرے میں آتا ہے کیوں کہ اس کی فی کس آمدنی 2010 میں محض 13604 امریکی ڈالر سالانہ تھی۔ مشرق وسطیٰ اور بعض دیگر چھوٹے ممالک کو نہ شامل کرتے ہوئے اونچی آمدنی والے ملکوں کو ترقی یافتہ ممالک کہا جاتا ہے۔

© NCERT not to be republished

اوسط آمدنی

اوسط آمدنی موازنے کے لیے جہاں مفید ہے وہیں اس میں عدم مساوات بھی چھپا ہوا ہے۔

مثال کے لیے دو ملکوں A اور B کو سمجھیں، آسانی کے لیے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ہر ایک ملک میں صرف پانچ پانچ شہری ہیں۔ جدول 1.2 میں دیے گئے مواد کی بنیاد پر دونوں ملکوں کے لیے اوسط آمدنی کا شمار کریں۔

جدول 1.2 دو ملکوں کا موازنہ

ملک	2012 میں شہریوں کی ماہانہ آمدنی (روپیہ میں)					
	I	II	III	IV	V	اوسط
ملک A	9500	10500	9800	10,000	10,200	
ملک B	500	500	500	500	48,000	

کیا آپ ان دونوں ملکوں میں رہنے سے مساوی طور پر خوش ہوں گے؟ کیا دونوں ہی مساوی طور پر ترقی یافتہ ہیں؟ ہوسکتا ہے ہم میں سے کچھ لوگ ملک B میں رہنا پسند کریں بشرطیہ کہ ہمیں اس کے پانچویں شہری ہونے کو یقینی بنایا جائے۔ لیکن اگر قرعہ اندازی کے ذریعے ہماری شہریت کے عدد کا فیصلہ کیا جاتا ہے تب ہم میں سے اکثر لوگ ملک A میں رہنے کو ترجیح دیں گے خواہ دونوں ملکوں کی اوسط آمدنی ایک جیسی ہے۔ ملک A کو ترجیح اس لیے دی جاتی ہے کیونکہ اس میں زیادہ منصفانہ تقسیم پائی جاتی ہے۔ اس ملک میں لوگ نہ تو بہت امیر ہیں اور نہ ہی انتہائی غریب۔ جب کہ دوسری طرف ملک B میں زیادہ تر شہری غریب اور ایک شخص نہایت ہی امیر۔ لہذا جب کہ اوسط آمدنی موازنے کے لیے کارگر ہے وہیں اس سے ہمیں لوگوں کے درمیان آمدنی کی تقسیم کا پتہ نہیں چلتا۔

ملک جس میں نہ امیر اور نہ ہی غریب ہیں

ملک جس میں امیر اور غریب دونوں ہیں۔

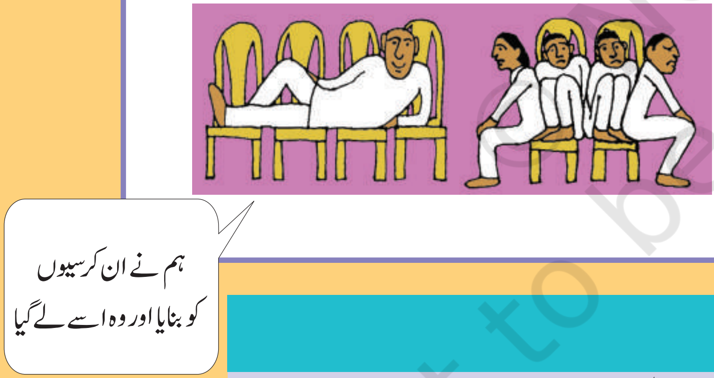

© NCERT not to be republished

آیئے حل کریں

1- حالات کے موازنے کے لیے کہاں اوسط کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تین مثالیں دیجیے۔

2- ترقی کے لیے اوسط آمدنی کیوں اہم کسوٹی ہے؟ وضاحت کیجیے۔

3- دو یا دو سے زیادہ سوسائٹیوں کے موازنے میں فی کس آمدنی کے حجم کے علاوہ آمدنی کی دیگر خصوصیت کیوں اہم ہے؟

4- بالفرض کسی ملک میں ریکارڈ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسط آمدنی کسی ایک مدت کے دوران بڑھتی رہی ہے اس سے کیا ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ معیشت کے سبھی طبقات بہتر ہو گئے ہیں؟ ایک مثال کے ساتھ اپنا جواب سمجھائیں۔

5- متن سے عالمی ترقیاتی رپورٹ 2012 کے لحاظ سے کم آمدنی والے ممالک کی فی کس آمدنی کی سطح دریافت کیجیے۔

6- آپ تصور کر کے ایک پیراگراف لکھیے کہ ہندوستان کو ایک ترقی یافتہ ملک بننے کے لیے کیا کرنا یا حاصل کرنا چاہیے۔

جب ہم کسی فرد کی آرزوؤں اور مقاصد پر نظر ڈالتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ نہ صرف بہتر آمدنی کے بارے میں سوچتے ہیں بلکہ تحفظ، دوسروں کے لیے احترام، مساوی برتاؤ، آزادی جیسے مقاصد بھی ذہن میں ہوتے ہیں اسی طرح جب ہم کسی ملک یا خطے کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہم اوسط آمدنی کے علاوہ دیگر مساوی اہم خصوصیات کے بارے میں بھی سوچتے ہیں۔

یہ خصوصیات کیا ہوسکتی ہیں؟ آئیے ایک مثال کے ذریعے اس کا جائزہ لیں۔ جدول 1.3 پنجاب، کیرل اور بہار کی فی کس آمدنی پیش کرتا ہے اصل میں یہ اعداد وشمار 10-2009 کے لیے رواں قیمتوں پر فی کس خالص ریاستی گھریلو پیداوار کے ہیں۔ ہم اسے چھوڑ دیں کہ اس پیچیدہ اصطلاح کے اصل معنی کیا ہیں۔ موٹے طور پر ہم ریاست کی فی کس آمدنی کے طور پر لے سکتے ہیں۔ ہم ان میں تین پاتے ہیں۔ پنجاب کی فی کس آمدنی سب سے زیادہ ہے، اور بہار کی سب سے کم یعنی نچلی سطح پر

جدول 1.3 منتخب ریاستوں کی فی کس آمدنی

ریاست	10-2009 میں فی کس آمدنی (روپے)
پنجاب	60746
کیرل	59179
بہار	16715

ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پنجاب میں ایک شخص اوسطاً 60746 روپے سالانہ کماتا ہے۔ جب کہ بہار میں ایک فرد تقریباً 16,700 روپے ہی کما سکے گا لہٰذا اگر فی کس آمدنی کا ترقی کی کسوٹی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے تو ان تینوں ریاستوں میں پنجاب کو زیادہ ترقی یافتہ سمجھا جائے گا اور بہار کو سب سے کم ترقی یافتہ۔ اب جدول 1.4 میں ان ریاستوں سے متعلق دیے گئے بعض دیگر مواد پر نظر ڈالیں۔

اس جدول سے کیا پتہ چلتا ہے؟ جدول کے پہلے کالم سے پتہ چلتا ہے کہ کیرل میں پیدا ہوئے 1000 زندہ بچوں میں سے 13 کی موت ایک سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے واقع

جدول 1.4 پنجاب، کیرل اور بہار پر کچھ تقابلی مواد

ریاست	بچوں کی شرح اموات فی 1,000 (2010)	شرح خواندگی % (2011)	کلاس 1 تا V (2007-08) میں خالص حاضری تناسب
پنجاب	34	76.68	82
کیرل	13	93.91	91
بہار	48	63.82	72

اس جدول میں استعمال کی جانے والی کچھ اصطلاحات کی وضاحت بچوں کی شرح اموات (Infent Mortality Rate or (IMR):
اس اصطلاح سے بچوں کی اس تعداد کا پتہ چلتا ہے جن کی موت اس مخصوص سال میں پیدا ہوئے زندہ بچوں کی 1000 کی تعداد کے تناسب میں ایک سال کی عمر ہونے سے پہلے واقع ہوتی ہے۔

شرح خواندگی (Literacy Rate): 7 اور اس سے زیادہ کی عمر والوں میں خواندہ (پڑھے لکھے) آبادی کے تناسب کی پیائش ہوتی ہے۔

خالص حاضری تناسب (Net Attendance Ratio) : 6 سے 10 سال کی عمر کے بچوں کی کل تعداد جو اس عمر کے بچوں کی کل تعداد کے فی صد کے طور پر اسکول جانے والوں کی تعداد ہے۔

© NCERT not to be republished

ہوتی ہے لیکن پنجاب میں پیدائش کا ایک سال پورا ہونے سے پہلے مرنے والے بچوں کا تناسب 34 ہے جو کہ تقریباً دوگنا زیادہ ہے۔ جب کہ پنجاب کی فی کس آمدنی کیرل کے مقابلے زیادہ ہے جیسا کہ جدول 1.3 میں دکھایا گیا ہے۔ ذرا سوچیے کہ آپ اپنے والدین کے کتنے عزیز ہیں اور یہ بھی سوچیے کہ جب بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو ہر ایک کتنا خوش ہوتا ہے۔ اب ذرا ان والدین کے بارے میں سوچیے جن کے بچے ان کے پہلے جنم دن منانے سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ ان والدین کے لیے یہ کتنی تکلیف دہ بات ہوتی ہے؟ اب اس سال پر غور کریئے جو اس مواد سے متعلق ہے۔ یہ سال 2010 ہے۔

ہم پرانے زمانوں کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ یہ آزادی کے 60 سال بعد کی بات ہے جب کہ ہمارے بڑے بڑے شہروں میں اونچی اونچی عمارتیں اور شاپنگ مالس موجود ہیں!

مسئلہ بچوں کی شرح اموات کے ساتھ ہی ختم نہیں ہوتا۔ جدول 1.4 کے آخری کالم سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہار میں تقریباً 30 فی صد بچوں نے اسکول کا منھ تک نہیں دیکھا ہے اس کا مطلب ہے کہ اگر آپ بہار کے اسکول میں جائیں تو آپ کی چوتھائی کلاس وہاں ہوتی ہی نہیں یعنی وہ لوگ جنہیں اسکول میں ہونا چاہیے، وہ وہاں ہیں ہی نہیں؟ اگر یہ آپ کے ساتھ ہوتا تو جو آپ اب اس وقت پڑھ رہے ہیں کیا پڑھ سکتے تھے۔

عوامی سہولیات

ایسا کیوں ہے کہ پنجاب میں اوسط آدمی کے پاس کیرل کے اوسط آدمی کے مقابلے زیادہ آمدنی ہے لیکن ان اہم شعبوں میں وہ کافی پچھڑا ہوا ہے؟ وجہ یہ ہے آپ کی جیب میں موجود رقم وہ سب ہی چیزیں اور خدمات نہیں خرید سکتی جن کی ضرورت بہتر طور پر زندگی گزارنے کے لیے آپ کو پڑ سکتی ہے۔ لہٰذا، آمدنی بذاتِ خود ان مادّی اشیا اور خدمات کا پوری طرح مناسب علامت نہیں ہے جنہیں شہری استعمال کرنے کے اہل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ رقم یا دولت کے ذریعے آلودگی سے پاک ماحول نہیں خرید سکتے یا یہ یقین نہیں کر سکتے کہ آپ بے ملاوٹ دوائیں حاصل کر رہے ہیں جب تک کہ آپ ان تمام چیزوں کی پہلے سے حامل کمیونٹی میں منتقل ہونے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ دولت آپ کو اس وقت تک انفکشن والی بیماریوں سے تحفظ بھی نہیں فراہم کر سکتی جب تک کہ آپ کی پوری کمیونٹی احتیاطی اور حفاظتی اقدامات نہ اختیار کرے۔

بہت سے بچوں کی بنیادی طبی دیکھ بھال نہیں ہوتی

دراصل زندگی کی بہت سی اہم چیزوں کے لیے بہتر اور آسان طریقہ یہ ہے کہ ان اشیا اور خدمات کو اجتماعی طور پر فراہم کیا جائے۔ ذرا سوچیے کہ آیا پورے محلے کے لیے مجموعی حفاظتی انتظامات یا ہر گھر کے لیے اپنا ایک ایک دربان (چوکیدار) رکھنا سستا پڑے گا؟ اگر آپ کے گاؤں یا محلے میں آپ کے علاوہ کوئی اور پڑھنے میں دلچسپی نہ رکھے تو کیا ہوگا؟ کیا آپ تعلیم کے اہل ہو سکیں گے؟ نہیں اس وقت تک نہیں جب تک کہ آپ کے والدین آپ کو کہیں اور کسی پرائیویٹ اسکول میں بھیجنے کے اہل نہ ہو سکیں۔ اصل میں تعلیم کے لیے آپ اسی لیے اہل ہیں کیونکہ بہت سے دوسرے بچے بھی مطالعے یا پڑھائی کرنا چاہتے ہیں اور کیونکہ بہت سے لوگ مانتے ہیں کہ حکومت کو اسکول کھولنا چاہیے اور دیگر سہولیات مہیا کرنا چاہیے تاکہ سبھی بچوں کو تعلیم کے مواقع مل سکیں۔ اب بھی بہت سے علاقوں میں بچے بالخصوص لڑکیاں اسکولی تعلم حاصل کرنے کی اہل نہیں ہیں کیونکہ حکومت یا سماج نے مناسب سہولیات فراہم کی ہیں۔

کیرل میں بچوں کی شرح اموات کم ہے کیونکہ وہاں پر مناسب بنیادی صحت اور تعلیمی سہولیات موجود ہیں۔ اسی طرح بعض ریاستوں میں سرکاری راشن کی دوکانوں کا نظام (Public Distribution System PDS) بہتر طور پر کام کر رہا ہے۔ اگر کچھ PDS دکانیں یعنی راشن کی دوکانیں ایسے مقامات پر موزوں طور پر کام نہیں کرتیں تو اس کا مطلب ہے کہ لوگ اس مسئلے کو حل کرنے کے اہل ہیں ایسی ریاستوں میں لوگوں کی صحت اور تغذیاتی حیثیت یقیناً بہتر ہونی چاہیے۔

آیئے حل کریں

1- جدول 1.3 اور جدول 1.4 میں مواد پر نظر ڈالیں کیا پنجاب شرح خواندگی وغیرہ میں بہار سے اس طرح آگے ہے جیسا کہ فی کس آمدنی میں آگے ہے؟

2- دیگر مثالوں کے بارے میں سوچیں جہاں اشیا اور خدمات کا اجتماعی اہتمام انفرادی اہتمام سے بہتر ہوتا ہے۔

3- کیا اچھی صحت اور تعلیم کے لیے سہولیات کی دستیابی حکومت کے ذریعے خرچ کی گئی رقم پر منحصر ہوتی ہیں؟ دیگر متعلقہ عوامل کیا ہو سکتے ہیں؟

4- تمل ناڈو میں 75 فی صد لوگ جو دیہی علاقوں میں رہتے ہیں وہ راشن کی دوکان کا استعمال کرتے ہیں، جب کہ جھارکھنڈ میں صرف 8 فی صد دیہی لوگ ایسا کرتے ہیں، کہاں کے لوگ زیادہ بہتر حالت میں ہیں اور کیوں؟

سرگرمی 2

جدول 1.5 کا بغور مطالعہ کریں اور درج ذیل پیراگرف میں خالی جگہوں کو پُر کریں۔ اس کے لیے آپ کو جدول کی بنیاد پر حساب کرنے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔

جدول 1.5 اترپردیش کی دیہی آبادی کی تعلیمی حصولیابی

زمرہ	مرد	عورت
دیہی آبادی کی شرح خواندگی	52%	19%
10 تا 14 سال کی عمر کے بچوں کی شرح خواندگی	68%	39%
10 تا 14 سال کی عمر اسکول جانے والے دیہی بچوں کا فی صد	64%	31%

(a سب ہی عمر کے (جن میں نوجوان اور بوڑھے بھی شامل ہیں) کی شرح خواندگی دیہی مردوں کی ......ہے اور دیہی عورتوں کی .....ہے۔ تاہم یہ محض اس لیے نہیں ہے کہ ان میں سے بہت سے بالغ اسکول نہیں جا سکے بلکہ اس وجہ سے بھی ہے کہ بہت سے ایسے ..... ہیں جو اب بھی اسکول نہیں جا رہے ہیں

(b جدول سے یہ بات واضح ہے کہ دیہی لڑکیوں کا ......% اور دیہی لڑکوں کے ......% لوگ اسکول نہیں جا رہے ہیں۔ لہٰذا 10 تا 14 سال کی عمر بچوں کی شرح خواندگی دیہی عورتوں سے ......% زیادہ اور دیہی مردوں سے ......% زیادہ ہے۔

(c ......عمر میں خواندگی کی یہ اونچی سطح ہماری آزادی کے 60 سال کے بعد بھی کافی پریشان کن ہے۔ دیگر متعدد ریاستوں میں بھی 14 سال کی عمر تک کے سبھی بچوں کے لیے ہم مفت اور لازمی تعلیم کے آئینی مقصد کی تعمیل کے قریب نہیں ہیں۔ حالانکہ 1960 تک اس کے پورے ہونے کی توقع کی گئی تھی۔

© NCERT not to be republished

سرگرمی 3

اگر بالغان کم تغذیہ کے شکار ہیں تو اسے معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے جسے تغذیاتی سائنس دانوں نے جسم کا اشاریہ کیت (Body Mass Indes, BMI) کا نام دیا ہے، اس کے ذریعے شمار کیا جاسکتا ہے۔ اسے شمار کرنا آسان ہے۔ خود کا وزن کلوگرام میں لیجیے۔ وزن کو قد کے مربع کے ذریعے تقسیم کیجیے۔ اگر یہ عدد 18.5 سے کم ہے تب فرد کو کم تغذیہ یا ناقص تغذیے کا شکار سمجھا جائے گا۔ تاہم اگر BMI 25 سے زیادہ ہے تو فرد کو معمول سے زیادہ وزنی (Overweight) سمجھا جائے گا۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ یہ کسوٹی بڑھتے بچوں پر نافذ نہیں ہوتی۔

اب کلاس کا ہر طالب علم مختلف معاشی پس منظر جیسے تعمیرات میں کام کرنے والے مزدور، گھریلو نوکر، آفس میں کام کرنے والے، کاروبار میں لگے لوگ وغیرہ کے تین بالغ افراد کے وزن اور قد دریافت کرے۔ سبھی طلبا سے مواد اکٹھا کریں اور ایک متحدہ جدول بنائیں۔ ان کے BMI شمار کریں۔ کیا آپ فرد کے معاشی پس منظر اور اس کی تغذیاتی حیثیت کے درمیان کوئی رشتہ پاتے ہیں؟

انسانی ترقیاتی رپورٹ

گو کہ آمدنی کی سطح اہم ہے تاہم ترقی کی سطح کی یہ پیمائش کافی نہیں ہے۔ اس بنا پر ہمیں دیگر کسوٹیوں کے بارے میں بھی سوچنا شروع ہوگا۔ ان کسوٹیوں کی ایک لمبی فہرست ہوسکتی ہے تب اس صورت میں یہ زیادہ مفید نہیں ہوگی۔ ہمیں زیادہ اہم چیزوں کی ایک چھوٹی فہرست کی ضرورت ہے۔ صحت و تعلیم کی علامات جیسا کہ ہم نے کیرل اور پنجاب کے موازنے میں استعمال کیا ہے، ان میں شامل ہے۔ صحت یا تعلیم سے متعلق علامت کا استعمال ترقی کی ایک پیمائش کے طور پر آمدنی کے ساتھ بڑے پیمانے پر کیا جانے لگا ہے۔ مثال کے لیے UNDP کے ذریعے شائع کی گئی انسانی ترقیاتی رپورٹ لوگوں کی تعلیمی سطح، ان کی صحت سے متعلق صورتحال اور فی کس آمدنی کی بنیاد پر مختلف ملکوں کا موازنہ کرتی ہے انسانی ترقیاتی رپورٹ، 2010 سے ہندوستان اور اس کے پڑوسیوں کے بارے میں بعض متعلقہ مواد پر نظر ڈالنا دلچسپ ہوگا۔

جدول 1.6 2011 کے ہندوستان اور اس کے پڑوسیوں

ملک	فی کس آمدنی امریکی ڈالر میں	پیدائش پر امکان زندگی	شرح خواندگی برائے 15 سال اور اس سے زیادہ کی آبادی	دنیا میں HDI کا شمار
سری لنکا	4943	24.9	90.6	97
ہندوستان	3468	65.4	62.8	134
میانمار	1535	65.2	92.0	149
پاکستان	2550	65.4	55.5	145
نیپال	1160	68.8	59.1	157
بنگلہ دیش	1529	68.9	55.9	146

نوٹ: 1- Human Development Index, HDI (انسانی ترقیاتی اشاریہ) کا مخفف ہے۔ اوپر دیئے گئے جدول میں HDI اشاریہ کا نمبر شمار کل 177 ملکوں میں سے ہے

2- پیدائش پر امکان زندگی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ پیدائش کے وقت کسی فرد کی زندگی کی اوسط متوقع عمر کی تعبیر کرتی ہے۔

3- تین سطحوں کے مجموعی اندراج تناسب کا مطلب پرائمری اسکول، ثانوی اسکول اور سکینڈری اسکول کے بعد کی اعلیٰ تعلیم کے لیے اندراج کی نسبت سے ہے۔

4- سبھی ملکوں کے لیے فی کس آمدنی کا شمار ڈالر میں کیا جاتا ہے تاکہ اس کا موازنہ کیا جاسکے۔ یہ اس طرح انجام دیا جاتا ہے کہ ہر ڈالر کے ذریعے کسی ملک میں اشیا اور خدمات کی ایک جیسی مقدار کو خریدا جاسکے۔

© NCERT not to be republished

کیا حیرت انگیز نہیں ہے کہ ہمارے پڑوس کا ایک چھوٹا سا ملک سری لنکا ہر میدان میں ہندوستان سے کہیں آگے ہے اور دنیا میں ہمارے جیسے ایک بڑے ملک کا شمار اتنا کم تر ہے۔ جدول 1.6 سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اگرچہ نیپال کی فی کس آمدنی ہندوستان کی تقریباً نصف ہے تاہم وہ امکانیت زندگی اور شرح خواندگی میں بہت پیچھے نہیں ہے۔

انسانی ترقیاتی اشاریہ (HDI) شمار کرنے کے لیے بہت سی اصلاحات کی تجویز دی گئی ہے اور بہت سے نئے اجزا کو انسانی ترقیاتی رپورٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ لیکن ترقی کے ساتھ انسان کا سابقہ (Pre-fix) لگانے کے ذریعے یہ بات بہت واضح ہو جاتی ہے کہ ترقی میں کیا اہم ہے اور ایک ملک کے شہریوں کے ساتھ کیا واقع ہو رہا ہے۔ یہ لوگ ان کی صحت ان کی فلاح بہبود یہی نہایت اہم ہے۔

کیا آپ کے خیال میں کچھ دیگر پہلو بھی ہیں انسانی ترقی کی پیائش کے لیے جن پر غور کیا جانا چاہیے۔

ترقی کی قائم پذیری یا تحفظ پسندانہ ترقی

ہم ترقی کی تعریف کسی بھی انداز میں کر سکتے ہیں۔ بالفرض یہ پیش کرنے کے لیے کہ فلاں ملک کافی ترقی یافتہ ہے۔ ہمیں یقیناً ترقی کی یہ سطح پسند ہوگی کہ وہ مزید آگے بڑھے یا آنے والی نسلوں کے لیے کم سے کم اسے برقرار رکھے۔ یہ یقیناً پسندیدہ ہوگا۔ تاہم چونکہ بیسویں صدی کے دوسرے نصف سے متعدد سائنس داں یہ تنبیہہ کرتے رہے ہیں کہ ترقی کی موجودہ قسم اور سطح قابل برقرار نہیں ہے۔

”ہم نے دنیا کو اپنے آباواجداد سے ترکے میں نہیں حاصل کیا ہے بلکہ ہم نے اسے اپنے بچوں سے واپسی کے وعدے پر عاریتہً لیا ہے“

آیئے سمجھیں کہ درج ذیل مثال کیوں اتنی قابل غور ہے۔

مثال 1: ہندوستان میں زمین دوز پانی

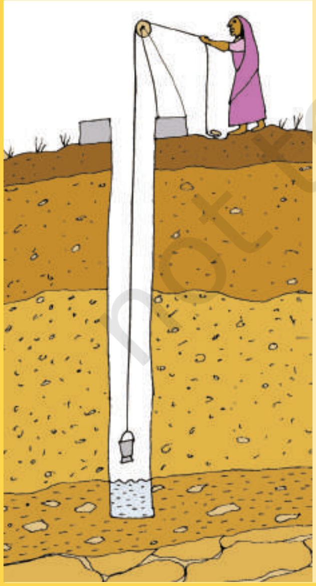

”اس وقت ایسا لگتا ہے کہ ملک کے بہت سے حصوں میں زمین دوز پانی کے معمول سے زیادہ استعمال کا زبردست اندیشہ ہے۔ تقریباً 300 اضلاع کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ پچھلے 20 برسوں کے دوران پانی کی سطح 4 میٹر سے زیادہ گھٹی ہے۔ تقریباً ایک تہائی ملک اپنے زمین دوز پانی کے مخزن کا ضرورت سے زیادہ استعمال کر رہا ہے۔ اگلے 25 سالوں میں ملک کا یہی 60 فی صد حصہ عمل انجام ہوگا۔ اگر ان وسائل کے استعمال کرنے کا موجودہ طریقہ جاری رہتا ہے۔ تو زمین دوز یا تہ نشین پانی کا معمول سے زیادہ استعمال بالخصوص پنجاب اور مغربی اتر پردیش کے زرعی طور پر خوشحال علاقوں، مرکزی اور جنوبی ہندوستان کے سخت چٹانی پٹھاری علاقوں، کچھ ساحلی علاقوں میں پایا جاتا ہے اور شہری بستیوں میں تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

a) زمین دوز پانی کا معمول سے زیادہ استعمال کیوں کیا جاتا ہے؟

b) زائد استعمال کے بغیر کیا ترقی ممکن ہے؟

© NCERT not to be republished

زمین دوز پانی قابلِ تجدیدوسائل کی ایک مثال ہے ان وسائل کو قدرتی طور پر پھر سے پُر کیا جاسکتا ہے جیسا کہ فصلوں اور پودوں کے معاملے میں ہے۔ تاہم ان وسائل کا زائد استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔مثال کے لیے زمین دوز پانی کا معاملہ ہے اگر ہم اس کا استعمال اس سے زیادہ کرتے ہیں جس کی بھرپائی بارش کے ذریعے ہوتی رہتی ہے تو ہم ان وسائل کا استعمال معمول سے زیادہ کررہے ہیں

ناقابل تجدیدوسائل وہ ہیں جو برسوں استعمال کے بعد ختم ہوجائیں گے۔ زمین پر ہمارے پاس ایک مقررہ ذخیرہ ہے جن کی پھر سے بھرپائی نہیں کی جاسکتی۔ ہم نئے وسائل کی دریافت کرتے ہیں جن کے بارے میں ہم پہلے سے نہیں جانتے تھے۔اس طرح وسائل ذخیرے میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔تاہم وقت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ختم ہوجائیں گے۔

مثال کے طور پر خام تیل جو ہم زمین سے نکالتے ہیں ایک ناقابل تجدیدوسیلہ ہے۔تاہم ہم ایک ایسا وسیلہ دریافت کرسکتے ہیں جسے ہم پہلے نہیں جانتے تھے،تلاش وجستجو کا کام ہمیشہ انجام دیا جاتا رہا ہے۔

مثال 2: قدرتی وسائل کے ختم ہونے کی حالت

خام تیل کے لیے درج ذیل مواد پر نظر ڈالیں

جدول 1.7 خام تیل کے ذخائر

خطہ/ملک	ذخائر (ہزار ملین بیرل)	برسوں کی تعداد جب ذخائر ختم ہوں گے
مشرق وسطیٰ	752.5	81.9
ریاست ہائے متحدہ امریکا	30.9	11.3
دنیا	1383.2	46.2

اس جدول سے خام تیل کے ذخائر (کالم 1) کا اندازہ ہوتا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خام تیل کا ذخیرہ کتنے برسوں تک چلے گا اگر لوگ موجودہ شرح پر اسے نکالتے رہیں۔ یہ ذخائر صرف 46 سال تک مزید چل پائیں گے۔ یہ مجموعی طور پر پوری دنیا کا معاملہ ہے۔ تاہم مختلف ملکوں کی صورتحال الگ الگ ہے۔ ہندوستان جیسے ممالک باہر سے تیل منگانے (درآمد) پر منحصر ہیں کیونکہ اس کے پاس اپنے خود کے ذخائر نہیں ہیں۔ اگر تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تب یہ ہر ایک کے لیے ایک بوجھ سا بن جاتا ہے۔ یو ایس اے (ریاست ہائے متحدہ امریکا) جیسے ممالک میں کم ذخائر ہیں اور اسی لیے وہ فوجی یا معاشی قوت کے ذریعے تیل کو محفوظ کرنا چاہتا ہے۔

ترقی کی قائم پذیری یا اسے تحفظ پسندانہ بنانے کا سوال قدرت اور ترقی کے عمل کے بارے میں بنیادی طور پر بہت سے نئے مسائل کو جنم دیتا ہے۔

(a) کیا کسی ملک میں ترقیاتی عمل کے لیے کیا خام تیل ضروری ہے؟ بحث کیجیے۔

(b) ہندوستان کو خام تیل کی درآمد کرنی ہوتی ہے، آپ درج بالا صورتحال پر نظر ڈالتے ہوئے ملک کے لیے کن مسائل کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟

© NCERT not to be republished

ماحولیاتی تنزلی کی صورتحال کے نتائج کا تعلق، کسی قومی ریاستی سرحد سے نہیں ہے۔ یہ مسئلہ نہ تو کسی خطے کا ہے نا ہی کسی مخصوص ملک کا۔ ہمارا مستقبل ایک دوسرے کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ ترقی کو تحفظ پسندانہ بنانا وقتاً فوقتاً علم کا ایک نیا میدان ہے جس پر سائنس داں، ماہرین معاشیات، فلسفی اور دیگر سماجی سائنس داں مل جل کر کام کر رہے ہیں۔

بالعموم، ترقی یا بہتری کی طرف بڑھنے کا سوال ہمیشہ سے قائم ہے۔ سماج کے ایک ممبر کے طور پر اور ایک فرد کی حیثیت سے ہمیں یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم کہاں جانا چاہتے ہیں۔ ہم کیا بننا چاہتے ہیں اور ہمارے مقاصد کیا ہیں۔ اس طرح ترقی پر مباحثہ جاری رہتا ہے۔

مشقیں

1- کسی ملک کی ترقی عام طور پر متعین ہوتی ہے۔
(a اس کی فی کس آمدنی کے ذریعے
(b اس کی اوسط سطح خواندگی کے ذریعے
(c وہاں کے لوگوں کی صحت کی حالت کے ذریعے
(d ان سبھی کے ذریعے

2- انسانی ترقی کے معنی میں ان میں سے کون سے پڑوسی ملک کی کارکردگی ہندوستان کی نسبت زیادہ بہتر ہے؟
(i) بنگلہ دیش
(ii) سری لنکا
(iii) نیپال
(iv) پاکستان

3- فرض کیجیے ایک ملک میں چار خاندان ہیں۔ ان خاندان کی اوسط فی کس آمدنی 5,000 روپے ہے اگر تین خاندانوں کی آمدنی 4,000 روپے ہے۔ 7,000 روپے اور 3,000 روپے ہیں تب چوتھے خاندان کی آمدنی کیا ہے؟
(i 7,500 روپے
(ii 3,000 روپے
(iii 2,000 روپے
(iv 6,000 روپے۔

4- مختلف ملکوں کی درجہ بندی کرنے میں عالمی بینک کے ذریعے استعمال کی جانے والی اہم کسوٹی یا معیار کیا ہے؟ اس کسوٹی کی حدیں کیا ہیں؟ (اگر ہیں تو)

5- ترقی کی پیمائش کے لیے UNDP کے ذریعے استعمال کی جانے والی کسوٹی کس لحاظ سے عالمی بینک کے ذریعے استعمال کی جانے والی کسوٹی سے مختلف ہے؟

6- ہم اوسط کا استعمال کیوں کرتے ہیں؟ کیا ان کے استعمال کی کوئی حد ہیں؟ ترقی سے متعلق اپنی خود کی مثالوں کے ساتھ اسے سمجھائیے۔

© NCERT not to be republished

7- کیرل جس کی فی کس آمدنی کم ہے، اس کی انسانی ترقی کا شمار پنجاب کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔ لہذا فی کس آمدنی ایک مفید کسوٹی تو بالکل نہیں ہے اور ریاستوں کے موازنے میں ان کا استعمال نہیں کیا جانا چاہیے کیا آپ اس سے متفق ہیں؟ بحث کیجیے۔

8- ہندستان میں لوگوں کے ذریعے استعمال کی جانے والی توانائی کے موجودہ وسائل دریافت کیجیے۔ آج سے پچاس سال کے بعد کیا امکانات ہو سکتے ہیں؟

9- ترقی کے لیے قائم پذیری یا تحفظ پسندی کا مسئلہ کیوں اہم ہے؟

10- کرہ ارض میں سبھی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کافی وسائل موجود ہیں لیکن ایک فرد کی حرص کی تسکین کے لیے کافی نہیں ہیں۔ یہ بیان ترقی کے موضوع پر بحث سے کس طرح متعلق ہے؟ بحث کیجیے۔

11- ماحولیاتی تنزلی کی کچھ مثالوں کی فہرست بنایئے جن کا مشاہدہ آپ اپنے ارد گرد کرتے رہے ہوں۔

12- جدول 1.6 میں دی گئی مدوں میں ہر ایک کے لیے دریافت کیجیے کہ کون سا ملک سب سے اوپر ہے اور کون سا سب سے نچلی سطح پر ہے۔

13- درج ذیل جدول ہندوستان میں بالغوں کے کم یا ناقص تغذیہ کا اظہار کرتا ہے۔ یہ سال 2001 کے لیے مختلف ریاستوں کے سروے پر مبنی ہے۔ جدول پر نظر ڈالیں اور درج ذیل سوالوں کے جواب دیں۔

ریاست	مرد%	عورت%
کیرل	22	19
کرناٹک	36	38
مدھیہ پردیش	43	42
سبھی ریاستیں	37	36

(i) کیرل اور مدھیہ پردیش میں لوگوں کی تغذیاتی سطح کا موازنہ کیجیے۔

(ii) کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ملک میں تقریباً 40 فی صد لوگ ناقص تغذیہ کے شکار ہیں اگر چہ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ ملک میں کافی غذا دستیاب ہے۔ اپنے خود کے الفاظ میں بیان کیجیے۔

اضافی پروجیکٹ/سرگرمی

تین مختلف مقررین کو مدعو کیجیے جو آپ کے خطے کی ترقی کے بارے میں آپ سے بات کر سکیں۔ ان سے وہ سبھی سوالات پوچھیں جو آپ کے ذہن میں آ رہے ہوں۔ ان خیالات پر گروپوں میں بحث کیجیے۔ ہر گروپ کو ایک وال چارٹ تیار کرنا چاہیے جس میں ان خیالات کے بارے میں اسباب بتائے جائیں اور یہ کہ آپ اس سے متفق ہیں یا نہیں۔

© NCERT not to be republished